ناول۔ قسط 4

رمانہ عمر

زنیرا

زنیرا مڈل کلاس گھرانے کی باپردہ لڑکی ہے اس کی دوستی میڈیکل کالج کے پہلے ہی سال میں ثانیہ نامی لڑکی سے ہوتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ والدین کے علاوہ ثانیہ کی ایک شادی شدہ بہن رابعہ بھی اس کے گھر میں رہتی ہے جو مغرور اور نک چڑھی ہے۔ جبکہ بڑا بھائی بیرون سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آیا ہے۔ پڑھائی ختم ہوتے ہی ثانیہ کی شادی طے کر دی جاتی ہے۔

''ایکسکیوزمی! یہ دوپٹہ آگے آرہا ہے۔ سین خراب ہو رہا ہے۔''

''ذرا سائیڈ پوز دیں۔ چہرے کو کیمرے کی طرف موڑیں۔''

''اوپر دیکھیں۔ کھڑی ہو جائیں۔ ٹیکا درمیان میں لائیں۔''

حسن نے اسٹیج کے قریب سے گزرتے ہوئے فوٹوگرافر کی آوازیں سنیں تو اسے کوفت ہونے لگی۔

''آخر یہ فوٹو سیشن کب تک چلے گا۔'' اس نے ناگواری اور غصے کی لہر اپنے جسم میں محسوس کی۔ میری بہن کو یہ شخص کس قدر بے باکی سے ہدایات دیئے چلا جا رہا ہے۔

وہ اسٹیج پر چڑھا اور جھک کر ثانیہ سے مخاطب ہوا۔

''میں اس سولو سیشن کو اب بند کروا رہا ہوں۔''

ثانیہ تو منتظر ہی تھی۔ اس نے ملتجی نگاہوں سے بھائی کی جانب دیکھا۔

''حسن پلیز اس کو یہاں سے بھگاؤ میں تنگ آ گئی ہوں اس بندے سے۔''

حسن کے لیے اتنا کافی تھا۔ وہ کرخت چہرہ لیے اسٹیج سے اترا اور فوٹوگرافر کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔

''اب آپ دلہن کا سیشن ختم کیجیے اور ویلکم کی طرف آ جائیے بارات آنے والی ہے۔''

''سر! برائڈ پر میری ڈیوٹی ہے۔ وہاں ہم نے دوسرا بندہ بھیجا ہے۔'' فوٹوگرافر بے نیازی سے بولا۔

''میں نے کیا کہا تم نے سنا نہیں؟ برائڈ کی سولو ہمیں اور نہیں کروانی کیمرہ بند کر دو۔ دولہا آ جائے تو بنا لینا۔''

فوٹوگرافر نے قہر آلود نگاہ سے حسن کو دیکھا اور کیمرہ بند کر کے احتجاجاً ایک طرف بیٹھ گیا، حسن استقبالیہ کی جانب بڑھ گیا۔

☆......☆......☆

ثانیہ کی نگاہیں بار بار ہال کا جائزہ لیتی تھیں کہ اچانک اسے ایک جانب سے زنیرا اور اس کی فیملی داخل ہوتی نظر آئی۔ اس کی جان میں جان آ گئی، اس وقت اسے زنیرا کی شدت سے ضرورت تھی۔ وہ بہت زیادہ نروس تھی اور دل تیز تیز دھڑک رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ اس کا پرانا بی پی کا مسئلہ پھر سر اٹھا رہا ہے۔

زنیرا نے اپنی امی کو آنٹی سے ملوایا اور دعا سلام کے بعد تحفے کی رسم بھی پوری کر لی تو اپنی فیملی سمیت کونے کی خالی میز پر بیٹھ گئی۔

باراتی آ چکے تھے اور نکاح ہونے ہی والا تھا۔ وہ یہ سوچتی ہوئی اٹھی کہ ثانیہ کو ہاتھ ہلا کر واپس آ جائے گی اور پھر نکاح کے بعد سکون سے جا کر اس سے مل لے گی جس وقت وہ سٹیج کے قریب گئی ثانیہ کی رنگت گہرے میک اپ کے باوجود پیلی پڑ رہی تھی، اور وہ بے چین نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔ زنیرا صورتحال کو بھانپ گئی اور تیزی سے سٹیج پر چڑھ گئی، فوٹوگرافر ایک نقاب پوش خاتون کو اچانک سامنے آتے دیکھ کر جھلا گیا۔

اس نے قریب پہنچ کر ثانیہ کا ہاتھ پکڑا تو بالکل ٹھنڈا تھا۔ ثانیہ نے رحم طلب نگاہوں سے اسے دیکھا اور اتنا بول سکی۔

''زونی آئی ایم ناٹ فیلنگ ویل'' (میں ٹھیک نہیں ہوں)

زنیرا نے بس اتنا کہا۔ ''ڈونٹ وری۔ ہمت رکھو۔ ہم کچھ کرتے

ہیں۔" وہ تیزی سے نیچے اتر کر آنٹی کو تلاش کرتی پہنچی اور ان کے کان میں کچھ کہا وہ پریشان صورت بنائے اس کے ساتھ ساتھ سٹیج تک تو آگئیں، مگر اب کریں کیا؟" یہ ان کی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

زنیرا نے یہ دیکھ کر خود ہی فیصلہ کیا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ اس نے سب سے پہلے مووی میکر کے پاس جا کر اس سے کہا۔

"پلیز کچھ دیر کے لیے کیمرہ بند کر دیجئے۔ ہم دلہن کو ڈریسنگ روم میں لے جا رہے ہیں۔"

فوٹوگرافر نے اس کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہوں" Who are you?" (تم کون؟)

اتنے میں حسن وہاں آ کھڑا ہوا اور پوچھا" کیا بات ہے۔"

زنیرا نے نپے تلے انداز میں کہا" ان سے کہیے کیمرہ بند کر دیں دلہن کو ابھی ڈریسنگ روم لے جانا ہے۔"

حسن نے چہرہ فوٹوگرافر کی جانب موڑا اور سخت لہجہ میں لیکن آہستہ سے کہا" Dont you listen ? turn that camera off" (تم سنتے نہیں ہو کیا مرہ بند کرو)

آناً فاناً ہی زنیرا نے اسٹیج پر بیٹھی مہمان خواتین سے معذرت کرتے ئے ثانیہ کو بازو سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

"معاف کیجئے گا۔ آنٹی کہہ رہی ہیں کہ دلہن کو ڈریسنگ روم میں لے ہے۔ کچھ دیر بعد لے آئیں گے۔"

☆......☆......☆

وہ بھاری بھرکم شرارے سمیت بمشکل ہال سے ڈریسنگ روم تک پہنچ س کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا۔ زنیرا نے پاؤں اوپر کر کے صوفے پر لٹا دیا۔ اور یہ کہتی ہوئی باہر نکلی" آنٹی ں کا دھیان کریں۔ میں کچھ لاتی ہوں۔"

نے ہال کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ ثانیہ کے بھائی کو آتا دیکھ "اللہ تیرا شکر حسن بھائی آ گئے ورنہ میں مردوں میں جا کر کیسے حسن کو کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی زنیرا نے تیزی سے

"آپ پانی کی بوتلیں اور جوس کے چند پیکٹ لا دیجئے۔ بی پی لو ہے۔ اگر دوا کی ضرورت پڑی تو بتاؤں گی۔ ویسے میرا خیال ہے، نہیں پڑے گی۔" اندر پہنچی تو ثانیہ کی آنکھیں بند تھیں اور آنٹی پریشان۔" بیٹا بارات تو آ چکی تھی اب ہم کیا کریں؟"

زنیرا ان کی پریشانی سمجھ سکتی تھی۔ اس نے انہیں ہمت دلاتے ہوئے کہا" آنٹی آپ انکل کو فون کر کے اتنا کہہ دیں کہ نکاح کچھ دیر بعد یہاں ڈریسنگ روم میں ہی کروا لیں گے اور اگر یہ بالکل ٹھیک ہو گی تو ہم اسے پھر سے اسٹیج پر لے جائیں گے اور نکاح وہیں ہو جائے گا۔"

دروازے پر دستک ہوئی تو زنیرا نے اپنا نقاب درست کیا۔

"آنٹی آپ چاہیں تو بھائی کو اندر ہی بلوا لیں۔ تاکہ وہ خود اس کی کیفیت دیکھ کر فیصلہ کر سکیں کہ آگے کیا کرنا ہے۔"

زنیرا نے اصرار کر کے اسے پانی اور جوس پلایا تب ثانیہ کی طبیعت جلد ہی بحال ہو گئی۔ حسن اس عرصے میں اندر باہر کے چکر لگاتا رہا اور اندر کی صورتحال اپنے والد کو بتاتا رہا۔ ہجوم سے دور ہوئی اور کچھ پیٹ میں گیا تو ثانیہ بالکل ہشاش بشاش ہو گئی اور اب وہ مسکرا رہی تھی۔ حسن نے برابر بیٹھ کر شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔

"اب ٹھیک ہو؟ باہر جا سکتی ہو؟"

"جی بھائی" یہ کہتے ہوئے ثانیہ کو پہلی بار احساس ہوا کہ حسن اس کا بڑا بھائی ہے اگرچہ زندگی بھر وہ اس پر رعب چلاتی آئی تھی۔ اس لمحے زنیرا اس چھوٹے سے ڈریسنگ روم کے کونے میں کھڑی یہاں اپنی موجودگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے خیال آیا کہ کم از کم اس وقت تو میری جگہ رابعہ باجی کو ہونا چاہیے تھا۔

☆......☆......☆

ثانیہ کے ساتھ ساتھ گھر کی رونق بھی گئی۔ یکسانیت کا شکار صبح و شام کا پھیر جس میں نہ کوئی مہمان آتا نہ گھر والے کہیں جاتے۔ حسن بھی نئے دفتر کی ذمہ داریوں میں ایسا مصروف ہوا کہ رات کے کھانے کی میز پر ہی گھر والوں سے ملاقات ہو پاتی۔

انہی دنوں امی پر حسن کی شادی کی نئی دھن سوار ہو گئی۔ دفتر سے تھکا

را پہنچتا تو وہ اسے پاس بٹھا کر لڑکیوں کا ذکر شروع کر دیتیں۔ ایسے میں ، جو فی الحال اپنی نگاہ صرف اور صرف کیریئر پر جمائے رکھنا چاہتا تھا بری رح الجھ جاتا۔

ایک دن اس کی گاڑی گیٹ میں داخل ہوئی تو رابعہ باجی بڑے شگوار موڈ میں اس کی منتظر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے آواز لگائی۔

''حسن۔ ذرا اوپر آؤ۔ بیٹھو تو کچھ دیر۔ موسم بڑا اچھا ہے مل کر چائے لیتے ہیں۔''

حسن بے یقینی کی کیفیت میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

''ٹھیک کہا آپ نے ...... موسم تو واقعی بہت دنوں بعد خوشگوار ہوا ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''امی آج کل تمہاری شادی کے لیے فکر مند ہیں۔ میرا بھی یہی نیال ہے کہ تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے۔''

اتنا کہہ کر انہوں نے حسن کی طرف تائیدی نظروں سے دیکھا حسن کو اقعی سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے؟ اس کے جی میں آئی کہ پوچھے آپ کو آج چانک میری زندگی سے اتنی دلچسپی کیسے ہوگئی؟

مگر وہ چپ چاپ نیچے دیکھتا رہا۔ رابعہ باجی پھر گویا ہوئیں۔

''میری نظر میں ہیں چند لڑکیاں۔ ہر لحاظ سے تمہاری ٹکر کی ہیں۔ یک تو اس علاقے کے نئے منتخب کونسلر کی بیٹی ہے۔ میاں عظمت علی کی بیٹی ور دوسری میری کولیگ ہے ابھی ابھی آفیسر لگی ہے۔ سی ایس ایس کی ٹاپ سٹ میں تھی وہ خوبصورت، پڑھی لکھی اور پوٹینشیل والی لڑکی ہے......''

''رابعہ باجی! مجھے فی الحال تو شادی وادی کرنی ہی نہیں ہے۔ امی کو بھی سمجھایا مگر وہ بضد ہیں۔ دوسری بات یہ کہ مجھے لڑکیوں کی تھوڑی بہت پہچان ہے۔ میں نے باہر بھی لڑکیوں کے ساتھ کام کیا ہے۔ یہاں بھی کر رہا ہوں۔ جیسی لڑکیاں آپ بتا رہی ہیں ان میں میری دلچسپی ہے ہی نہیں۔''

حسن اس بات کو یہیں ختم کر کے اٹھ جانا چاہتا تھا مگر رابعہ باجی جنہوں نے ایسی دوٹوک بات کبھی گھر میں سنی ہی نہیں تھی اندر تک تلملا گئیں اور غصہ دباتے ہوئے بولیں۔

''تو پھر میرے بھائی مجھے بتاؤ ناں! تمہیں کیسی لڑکی چاہیے۔ میں ویسی تلاش کر لوں۔ کوئی کمی تھوڑی ہے شہر میں۔''

''کوئی خاص شرط تو نہیں ہے مگر یہ چاہتا ہوں کہ پڑھی لکھی اور سمجھدار ہو۔ گھر سنبھال سکے۔''

''تو کیا اور تھوڑو کس قسم کی چاہیے تمہیں؟ جیسی وہ ایک لڑکی جو ہمارے گھر بھی آتی تھی...... کیا نام ہے اس کا؟ ثانیہ کی دوست؟ ہاں۔ یاد آیا۔ زنیرا...... اس جیسی پسند ہیں تمہیں؟'' رابعہ نے اسے گھورا۔

''تو کیا خرابی ہے اس جیسی لڑکیوں میں؟ اگر وہ میرے معیار پر پوری اترتی ہوں تو کیوں نہیں؟ ثانیہ کی دوست کے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچا جا سکتا ہے۔ ثانیہ گھوم پھر کے واپس آجائے تو اس سے مشورہ کریں گے پھر آگے سوچیں گے۔''

وہ اتنا کہہ کر اپنی طرف سے بات ختم کر کے اٹھ گیا۔ مگر اسے کیا خبر تھی کہ بات ٹالنے کی اس کوشش میں غلط الفاظ کا استعمال کر کے وہ ایک سنگین غلطی کر چکا ہے۔

☆......☆......☆

''جی۔ فرمائیے۔ کس سے ملنا ہے؟''

''زنیرا کی ماں سے۔'' زہر میں بجھا جواب آیا۔

درمیانے قد کا چودہ پندرہ سالہ لڑکا جوان دراز قد بنی سنوری خاتون کو اپنے دروازے پر دیکھ کر پہلے ہی حیران تھا اس جملے کو سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ لیکن پھر راستہ دیتا ہوا بولا۔

''تشریف لائیے۔''

معمولی سے فرنیچر والے لیکن صاف ستھرے کمرے میں اسے بٹھا کر وہ چلا گیا۔ رابعہ کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ ناگواری اس کے انگ انگ سے ٹپک رہی تھی مگر جی کڑا کر کے بیٹھی رہی۔

کچھ دیر میں ایک خاتون اندر آئیں اور اس کی طرف گرمجوشی سے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے کوئی نوٹس نہ لیا اور بے زار لہجے میں بولی۔

''زنیرا کی ماں ہیں آپ؟''

''جی میں ہی ہوں''

خاتون کے چہرے پر پریشانی نمودار ہوئی۔

"دیکھئے خاتون! میں ڈاکٹر ثانیہ کی بہن رابعہ ظفر ہوں۔لگی لپٹی نہیں تی۔دو اور دو چار کی طرح بات کرتی ہوں اچھی لگے یا بری۔

آپ کی بیٹی نے پہلے تو ثانیہ سے دوستی گانٹھی۔حالانکہ آپکو اسے وع ہی میں روک دینا چاہیئے تھا کیا جوڑ تھا اس کا اور ثانیہ کا؟

چلو اونچے گھرانے میں دوستی کی خواہش سب کرتے ہیں اتنی بری ت نہ تھی مگر اب......اب وہ ہمارے اکلوتے بھائی پر نظر رکھے ہوئے ۔اسے ورغلا رہی ہے اور وہ ہم سے اس گھر میں رشتہ لانے کا مطالبہ رہا ہے۔

......آخر یہ کس طرح ممکن ہے؟

آپ روکیں اسے ورنہ......"

"آپ روکئے زبان کو اپنی محترمہ! آخر آپ کی ہمت کیسے ہوئی کہ ے گھر آکر میری ہی بیٹی کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہیں جائیے ابھی اور اسی وقت۔"

زنیرا کی امی کو نجانے کہاں سے اتنی ہمت آگئی کہ وہ بلند آواز سے رت کو دھمکیاں دینے لگیں حالانکہ انکی اونچی آواز ان کے گھر والوں ں کبھی نہ سنی تھی۔

ابعہ اپنا کام کر چکی تھی۔اس سے زیادہ رکنا اس کے لئے فائدے نہیں تھا لہٰذا وہ "ہونہہ" کہہ کر گولی کی طرح نکل گئی۔

ابعہ کے نکلتے ہی بیگم وسیم صوفے پر ڈھے گئیں وہ دل کی مریضہ ان کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا اور ہاتھ پاؤں سے پسینے چھوٹنے لگے۔

ئی قسمت کہ زنیرا ابھی رابعہ کے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوئی تھی کھلا ملا تو وہ اندر چلتی آئی اور دالان میں کھڑے کھڑے اس نے امہ اپنے کانوں سے سنا۔اس کے دل پر کیا گزری یہ سوچنے کا ں تھا۔فی الحال تو امی ہی کی فکر تھی۔

☆......☆......☆

سن تم بھائی نہیں ہو اچھے سے! میرا اتنا کام کر دو ناں!" ثانیہ ں کی منتیں کر رہی تھی۔

ہا تو ہے آج کل آفس کو چھوڑ کر بالکل نہیں نکل سکتا۔تم اپنی سہیلیوں سے کیوں نہیں کہتیں۔بھول گئیں کیا سب تمہیں ابھی سے؟"

"تین دن سے مسلسل زنیرا کو ملا رہی ہوں۔یا تو آف رہتا ہے یا جان بوجھ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔مجھے تو فکر ہوگئی ہے اس کی طرف سے اللہ کرے خیریت ہو۔"

"اچھا پھر مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں؟" حسن نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"حسن میرا فون رومنگ پر ہے۔بار بار نہیں ملا سکتی۔ایسا کرتی ہوں تم کو زنیرا اور دو تین دوستوں کے نمبر ٹیکسٹ کر دیتی ہوں۔کوشش کرو جس سے بھی رابطہ ہو سکے۔"

گھر واپس آکر وہ فارغ بیٹھا تو ثانیہ کے فون کا خیال آیا۔اس نے فون اٹھایا۔پہلا نمبر زنیرا ہی کا سیل فون تھا۔اس نے ملانا شروع کیا۔ پہلی ہی دفعہ میں فون اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو، السلام علیکم آپ ڈاکٹر زنیرا بات کر رہی ہیں؟"

"جی وعلیکم السلام۔آپ کون صاحب ہیں۔"

"حسن احتشام، ثانیہ احتشام کا بھائی"

اس سے قبل کہ حسن کچھ کہتا کھٹاک سے فون بند کر دیا گیا۔

حسن کو حیرانی ہوئی۔پھر اس نے بار بار اس نمبر کو ڈائل کیا۔لیکن ہر دفعہ کاٹ دیا جاتا۔یہاں تک کہ دوسری طرف سے فون ہی آف کر دیا گیا۔نجانے کیا ہوا کہ حسن دوسرے دیئے گئے تمام نمبروں کو بھول ہی گیا۔کسی اور کو فون کر کے ثانیہ کا کام بتانے کے بجائے وہ اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ثانیہ کی اتنی پکی سہیلی اور تین دن سے ثانیہ کے فون کا جواب نہیں دے رہی۔میرا نام سنا تو فون بند کر دیا۔رات بھی بار بار اس کا دھیان اسی طرف چلا جاتا تھا۔

صبح آفس کے لئے نکلا تو جیب میں آفس والا فون تھا۔کسی کولیگ سے بات ختم کر کے فون رکھ ہی رہا تھا کہ اسے ایک خیال آیا۔دفتر کا نمبر نکال کر آفس کے سیل سے ڈائل کیا۔

کچھ دیر تک بیل گئی پھر اس کی توقع کے عین مطابق فون اٹھا لیا گیا۔ زنیرا کی سوئی سوئی آواز آئی۔شائد وہ نیند سے جاگی تھی۔حسن نے بغیر تمہید کے کہا "مس زنیرا پلیز فون بند نہ کیجئے گا۔ثانیہ آپ کی خیریت کے

لئے فکر مند ہے اسی لئے آپ کو کال کی ہے۔آپ اسے فون کر لیں یا اس کا فون اٹینڈ کر لیں وہ پریشان ہو رہی ہے۔‘‘

’’مجھ پر مہربانی کریں اور ثانیہ کو کہہ دیں میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتی۔آپ کو خدا کا واسطہ آپ مجھے فون نہ کریں۔آپ کی بہن نے کوئی کسر چھوڑی ہے کہ جسے اب آپ پوری کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

اس کی آواز بھرا گئی......کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد فون گرنے کی آواز آئی۔پھر اس کے بعد اونچی اونچی سسکیوں کی آوازیں آنے لگیں جو رفتہ رفتہ بلند ہو رہی تھیں۔فون آف نہیں تھا......شائد بغیر بند کیے رکھ دیا گیا تھا۔حسن شدید اضطرابی کیفیت میں یہ آوازیں سن رہا تھا اسے لگا کہ اگر اس نے فون بند نہ کیا تو اس کا دل ہی بند ہو جائے گا۔

اس نے فون آف کر دیا اور گاڑی کے اسٹیرنگ پر کہنیاں ٹکا کر سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

وہ ٹچ سکرین سیلفون جسے زنیرا نے بڑے چاؤ سے خریدا تھا آج اسی کے آنسوؤں کے ساتھ مل کر اسے دھوکا دے گیا تھا۔

اس کی انگلی اور سکرین کے بیچ ایک آنسو آ گیا اور فون بند نہ ہوا۔وہ فون پٹخ کر خود تکیے پر اوندھی گر گئی۔رابعہ کے ڈرامے کو آج تیسرا دن تھا۔وہ اب تک خود کو سنبھالے ہوئے تھی لیکن آج ضبط کے سارے بندھن ہی ٹوٹ گئے تھے۔اس کی سسکیاں جو شروع ہوئیں تو بند ہونے میں نہ آئیں۔

☆......☆......☆

’’سر یہ فائل آپ نے اب تک نہیں دیکھی؟‘‘

سر!!

ایکسکیوزمی سر!!

تیسری آواز پر حسن نے چونک کر دیکھا۔اس کا اسسٹنٹ حیران صورت لیے کھڑا تھا۔

’’ہاں فائل!نہیں یار کچھ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔تم ایسا کرو فائلز میرے بیگ میں ڈال دو گھر جا کر دیکھوں گا اور سنو وہ یو ایس بی بھی دے دو جو میں نے تمہیں کل دی تھی۔‘‘

’’سر!یو ایس بی یہاں لگی ہوئی ہے۔یہ دیکھیں۔‘‘اس نے حسن کے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔

’’اوہ ہاں!تھینک یو۔‘‘وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

حسن آج بالکل ہی غائب دماغ ہو رہا تھا۔اسی ذہنی کیفیت کے ساتھ وہ گاڑی چلاتا گھر آیا۔وہ سوچ رہا تھا۔کہ ثانیہ اور زنیرا میں ایسا کیا ہوا ہے جو وہ یوں برافروختہ ہو گئی تھی اور اگر ان کے بیچ کچھ چل رہا تھا تو پھر ثانیہ کیوں اس بات سے بے خبر تھی......

گاڑی سے اتر کر قدم بڑھائے تو اس کی نگاہ لان پر پڑی۔اچانک ہی بجلی کی طرح ایک خیال ذہن میں کوندا......اس کی اور رابعہ باجی کی گفتگو......اس گفتگو میں زنیرا کا ذکر......رابعہ باجی کی ناگواری اور ناپسندیدگی......اُف میرے خدا......کڑیاں مل رہی تھیں۔

’’تو آپ کی بہن‘‘ سے مراد رابعہ باجی تھیں۔اللہ رحم کرے......کیا نیا گل کھلا دیا اب انہوں نے جو وہ لڑکی بلک بلک کر رو رہی تھی۔

☆......☆......☆

اس دفعہ حسن نے دوٹوک بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔اگر رابعہ باجی کا غیر مہذب رویہ گھر سے باہر کے لوگوں کو بھی تکلیف دینے لگا تھا تو اب اس کا تدارک ضروری تھا۔اس نے ڈیڈی سے پہلے ہی بات کر لی تھی اور زنیرا سے ہونے والی گفتگو بھی ڈیڈی کو بتا دی تھی۔ڈیڈی کے بلاوے پر رابعہ باجی بے نیازی چال چلتی ہوئی آئیں اور گویا ہوئیں۔

’’جی ڈیڈی آپ نے بلایا تھا؟‘‘

’’بیٹھو رابعہ!مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔کیا تم نے ثانیہ کی دوست زنیرا وسیم سے کوئی بات کی ہے۔‘‘

رابعہ تھوڑا چونکی۔اس نے سوچا ڈیڈی تک یہ بات کیسے پہنچی۔میرا تو خیال تھا شریف مسکین لوگ ہیں رو دھو کر کمبخت خود ہی چپ ہو جائیں گے۔خیر پروا نہیں۔پلان بی تو تیار ہی ہے!

’’جی نہیں!اس سے تو بات نہیں کی۔اس کی ماں سے کی تھی۔اچھے معقول لوگ ہیں۔سمجھانے گئی تھی انہیں۔

’’کیا سمجھانے گئی تھیں؟‘‘اب کے امی چونکیں۔

’’یہی کہ اونچ نیچ معاشرے کی حقیقت ہوتی ہے اس سے ہم آنکھ بند

ہیں کر سکتے۔ان کی بیٹی ہمارے گھر میں ایڈجسٹ نہیں ہوسکتی۔'' رابعہ
جی اتنا کہہ کر سب کے تاثرات دیکھنے کو رکیں۔

''لیکن تم نے یہ سب کیوں کہا۔تم سے کس نے کہا زنیرا کی شادی
رے گھر میں ہوگی۔'' امی ہنوز شاک میں تھیں۔

''حسن نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔''

رابعہ باجی نے پرسکون لہجے میں کہا اور حسن کی طرف تائیدی نظروں
، دیکھا۔اتنا زمانہ شناس تو اب حسن بھی ہو چلا تھا کہ وہ جھوٹ کے
ں پکڑ سکے اور سازش کی بو سونگھ لے۔

''ڈیڈی یہ سب ان کی غلط بیانی ہے۔میں نے اب تک کسی بھی لڑکی
شادی کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔ثانیہ کی دوست کے ذکر پر میں نے کہا تھا
سی بھی ڈھنگ کی لڑکی میں کوئی حرج نہیں ہے۔زنیرا کا نام انہوں
یا تھا میں نے نہیں۔میں نے ہرگز انہیں یہ اختیار نہیں دیا کہ یہ شہر کی
ں کو اور ان کی والداؤں کو یہ سمجھاتی پھریں کہ ان کی بیٹی اس گھر میں
سٹ ہوسکتی ہے یا نہیں۔دوسری بات یہ کہ...... انہوں نے ایک
، لڑکی کو ایسا کچھ ضرور کہا ہے جو وہ اس درجہ ہرٹ ہوئی ہے۔وہ
سے بات چیت بند کر چکی ہے۔اس کا فون بھی نہیں اٹھا رہی۔''

''تم سے یہ سب کس نے کہا؟'' رابعہ باجی بے باکی سے بولیں۔
، چہرے پر شرمندگی کے بجائے ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔اس بار
دھاڑے۔اور جب دھاڑے تو حسن کو اپنے پرانے کالج کے
والے ڈیڈی یاد آ گئے۔

رابعہ!! اپنی حدوں میں رہنا سیکھو۔چار پیسے کما لینے سے انسان
ں کی عزت کا مالک نہیں بن جاتا۔پانچ سال سے جانتا ہوں اس
......وہ میرے لیے ثانیہ کی طرح ہے۔ایسی باکردار بچی پر اگر تم نے
مالی تو یاد رکھو اوپر والا دیکھ رہا ہے۔کل کو وہ ہم سب کی عزت بھی
ازار میں رسوا کر سکتا ہے۔''

ی کا سانس پھولنے لگا تھا۔پھر انہیں کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔حسن
پانی لایا۔ڈیڈی کو لے جا کر لٹا دیا گیا۔پھولی ہوئی سانسوں میں
، رک رک کر کہا...... ''نفیسہ! تم اور رابعہ ان لوگوں کے گھر جاؤ
گی اور معافی مانگو گی۔''

☆......☆......☆

''حسن تمہیں ہنی مون کی پکچرز دکھاؤں؟'' ثانیہ کی آنکھوں میں شوق کی چمک تھی۔حسن کو افسوس ہوا کہ آج اس وقت وہ اس کی خوشی کو برباد کرنے کے لیے یہاں بیٹھا ہوا ہے۔وہ آفس سے اٹھ کر آیا تھا تاکہ ابرار (اس کے بہنوئی) کی غیر موجودگی میں یہ بات ہوسکے۔

''نہیں! ابھی نہیں۔تم یہاں بیٹھو ایک بری خبر سنانی ہے تمہیں۔''

''کیا مطلب؟'' ثانیہ ٹھٹھکی۔''امی ڈیڈی ٹھیک ہیں ناں؟''

''ہاں سب ٹھیک ہیں سوائے رابعہ باجی کے۔''

''رابعہ باجی! انہیں کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔پیسہ بول رہا ہے اور اب وہ رشتے ناطے شرافت جیسی اقدار کے معنی بھول چکی ہیں۔'' اس نے چبا چبا کر کہا۔وہ غصے سے مٹھیاں بھینچے بیٹھا تھا۔ثانیہ واقعی پریشان ہوگئی۔

''حسن پہیلیاں کیوں بھجوا رہے ہو۔اللہ کے واسطے بتاؤ کیا ہوا۔''

حسن نے دھیرے دھیرے اسے ساری کہانی الف سے یے تک سنا دی۔

''رابعہ کا منہ کھلا تو وہ اسے بند کرنا ہی بھول گئی۔ایسی بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی جو حسن نے بتائی۔

''اب کیا ہوگا حسن؟''

''ہونا تو جو تھا وہ ہو چکا ثانیہ۔اب ڈیڈی کہتے ہیں کہ رابعہ باجی اور امی جا کر معافی مانگیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ رابعہ باجی کو لے جانے کے لیے فورس کرنا فضول ہے ان کا اب اعتبار نہیں۔ظاہر ہے وہ لوگ ان کا چہرہ دیکھ کر خوش تو ہوں گے نہیں اور اگر پھر انہوں نے کوئی اڑنگ بڑنگ بات کہہ دی تو؟''

''پھر...... کیا کریں؟''

''تم اور امی جاؤ۔معافی کیا مانگ سکتی ہو کسی دوسرے کے کرتوتوں کی بس یہ بتانا کہ ہم سب اس حرکت سے لاعلم تھے۔''

''اس کے بعد...... میری اور زنیرا کی دوستی ہمیشہ کے لیے ختم؟''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں؟''

کچھ دیر اذیت ناک سی خاموشی رہی۔ پھر حسن چابی اٹھا کر چپ چاپ چل دیا۔ اس کی چائے یونہی پڑی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا کہ ثانیہ اندرونی دروازے سے آتی نظر آئی حسن نے شیشہ نیچے کرلیا۔ ''شائد کوئی بات یاد آگئی اسے۔'' اس نے سوچا۔

ثانیہ گاڑی کی کھڑکی پر دونوں ہاتھ ٹکائے، جھک کر حسن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی:

''حسن! کیا تم نے رابعہ باجی سے سنجیدگی کے ساتھ وہ بات کہی تھی؟'' حسن نے جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے پر کرب کا سایہ سا ہرایا۔ اس نے نظریں کار کے اسٹیرنگ پر جمادیں۔

''ثانیہ! اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔''

''حسن اوپر دیکھو! ٹالو نہیں۔ میری بات کا جواب دو۔''

''ثانی! اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ڈور تو رابعہ باجی نے بری رح الجھادی ہے۔ اب ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ اسے کاٹ ہی دو۔''

''چلو تم اندر جاؤ مجھے جلدی ہے۔ آفس سے اٹھ کر آیا ہوں۔'' اس نے زن سے گاڑی بیک کی۔ ثانیہ اسے گیٹ سے نکلتا ہوا دیکھتی رہی۔ رخود کلامی کے انداز میں بولی۔

''نہیں حسن! میں اتنی جلدی ہار ماننے والی نہیں۔ ایک دفعہ تو ھانے کی کوشش ضرور ہی کروں گی۔ یہ خواہش تو کب سے میرے دل بھی سر اٹھا رہی تھی...... کاش رابعہ باجی اتنی خود غرضی نہ دکھاتیں......''

حسن نے گلی سے نکل کر ایک خالی جگہ پر گاڑی روک دی۔ نمی کی وجہ منظر دھندلا رہا تھا۔ گاڑی میں ٹشو تلاش کیا۔ خالی ڈبہ اس کا منہ چڑا رہا واقعی ہارے کو سب ہی چڑاتے ہیں۔ اس نے قمیض کی آستین سے میں رگڑیں۔ ایک لمبی سانس اندر لے کر چھوڑی اور پھر گاڑی رٹ کر دی۔

زندگی میں پہلی بار اگر کسی لڑکی کے نام پر کوئی احساس جاگا تھا تو اس پر جب ممکنات کے سارے دروازے بند تھے۔ قسمت سے تو کوئی نہیں سکتا...... کبھی اس نے سنا تھا'' مگر رابعہ باجی ضرور جیت گئیں بھی میری قسمت سے۔'' اس نے دکھے دل سے سوچا۔

☆......☆......☆

''زنیرا بیٹا کیا حال کرلیا ہے اپنا۔ نہ کھا رہی ہو نہ ٹھیک طرح سے سوتی ہو آنکھوں میں الگ حلقے پڑ گئے ہیں۔''

''امی چھوڑیں ناں! میں ٹھیک ہوں۔ ٹھیک ہو جاؤں گی۔ کوشش تو کر رہی ہوں کہ سب کچھ بھول جاؤں۔''

''بیٹی یہ بتاؤ کہ تمہاری کوئی تصویر تو نہیں ان لوگوں کے پاس؟'' امی نے متفکر لہجے میں پوچھا۔

''کیا مطلب امی؟'' زنیرا چونکی۔

''میرے دل میں یہ خیال آیا کہ آج کل ہر طرح کا دھوکا چل رہا ہے۔ جتنی کٹنی وہ عورت ہے کہیں کوئی تصویر وغیرہ کو تبدیل کر کے تمہارے خلاف......''

''امی! میں نے آج تک ثانی کے ساتھ کوئی پکچر نہیں بنوائی۔ میرا مطلب ہے ثانیہ کے ساتھ آپ جانتی تو ہیں۔''

ہاں میں جانتی ہوں...... اسی لیے مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ زنیرا چندا...... آزمائشیں تو زندگی کا حصہ ہیں۔ اللہ اپنے پیاروں کو، اپنی بات ماننے والوں کو سو طرح سے آزماتے ہیں۔ تم دل چھوٹا نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''امی اب بس کردیں۔ پلیز......'' وہ جیسے خود سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی۔

اس نے ماں کے کاندھے سے سر ٹکالیا۔ پھر ہولے ہولے بولی۔

''جب سے پردہ کرنا شروع کیا ہے کتنی ہی باتیں سن چکی ہوں۔ کالج کاریڈور میں، بسوں میں، شادی بیاہ میں، خاندان والوں میں...... مگر میں نے کب کسی کی پروا کی تھی۔ ہمیشہ سوچتی تھی کہ اللہ کی خاطر یہ فیصلہ کیا ہے تو جسے جو سوچنا ہے بھلے سے سوچے مجھے کیا۔ پر امی...... یہ وار بہت شدید تھا، یہ زبان بہت گندی تھی...... امی...... یہ الزام بہت گھٹیا تھا...... میں کیا کروں؟ میں بھول نہیں پا رہی...... امی میں کیا کروں؟'' اس نے ماں کو لال سرخ آنکھوں سے دیکھا اور پھر دوبارہ کندھے پر سر رکھ کر رونا شروع کردیا۔

ا نے اسے دل بھر کر رونے دیا۔صرف بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہیں۔بیٹی کا درد ماں سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔وہ خود شدید تکلیف سوس کر رہی تھیں۔

"تمہارے پاس ثانیہ کا فون آیا تھا؟" اچانک ہی امی کو یاد آیا۔

"جی۔کئی بار آیا تھا۔وہ ملک سے باہر ہے۔"

"کیا کہہ رہی تھی؟"

"میں نے اٹھایا نہیں۔" زنیرا نے مختصر جواب دیا۔

"اچھا کیا۔" امی نے اطمنان بھری سانس لی۔

"نہیں امی۔میں چپ چاپ ظلم سہنے والی ہرگز نہیں۔بات ضرور روں گی مگر ابھی نہیں۔اس وقت کچھ کہا تو میرے آنسو مجھے بولنے ں دیں گے اور میری کمزوری بن جائیں گے۔"

"ہرگز نہیں زنیرا! تم کسی سے اب اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرو ۔یہ قصہ اور ثانیہ کے گھر سے ہر رابطہ آج سے ختم۔سمجھ گئیں تم!!" امی اچانک ہی تاؤ آ گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی امی؟ ہم خود کو زبردستی مظلوم بنالیں؟ پھر تو یہی ہوگا ہو رہا ہے۔جو جسے چاہے دولت کے زعم میں بھرے بازار رسوا دے۔" اس کے گلے سے گلوگیر آواز نکلی۔

"کچھ بھی ہو زنیرا! تم اس معاملے کو یہیں ختم کردو۔یہ میرا فیصلہ ۔" امی کا لہجہ ایک دم ہی دوٹوک ہو گیا۔

"جی اچھا۔" اس نے سر جھکا لیا۔

"میری بیٹی! لڑکیوں کی پوزیشن بہت ہی نازک ہوتی ہے۔تمہارا قصور نہیں مگر یہ بات یہیں دبی رہے تو بھلا ہے۔بات جب پھیلتی کون جا جا کر معلوم کرتا ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا؟ تم سمجھ رہی ں کیا کہہ رہی ہوں؟"

"پتہ نہیں امی......! میں ابھی کچھ سمجھنا نہیں چاہ رہی۔"

☆......☆......☆

"ابو جی یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ لوگ؟ یہ...... یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

وہ حیران صورت لیے ابو امی کے سامنے بیٹھی تھی جو اسے انہونی سنا رہے تھے کہ ثانیہ کے بھائی کا اس کے لیے رشتہ آیا ہے۔

"آپ لوگوں نے ان کو اسی وقت جواب کیوں نہیں دیا؟ وہ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟ کہ پیسے سے وہ انسان کو خریدیں گے؟ بہت برے ہیں وہ لوگ......"

"اوپر آؤ میری بچی۔" ابو نے زنیرا کو پاس بلا کر بٹھایا۔پھر دھیرے دھیرے اپنے مخصوص انداز میں سمجھانے لگے۔

"زنیرا بیٹی ہم دونوں بھی بہت پریشان ہیں۔کئی راتوں سے ہم سو نہیں سکے۔مسلسل سوچ بچار کر رہے ہیں۔لڑکیوں کی شادی کا فیصلہ اتنا آسان نہیں ہوتا میرے بچے۔"

"تو کیوں اتنا سوچ رہے ہیں آپ؟ آپ جانتے ہیں کہ میں اس گھر میں اب قدم بھی نہیں رکھوں گی۔" اس نے بپھر کر کہا۔

"دیکھو بیٹا رابعہ بے شک ایک بد دماغ اور مغرور لڑکی ہے مگر بقیہ لوگ تو انتہائی مہذب ہیں۔گھر کی خواتین نے اس واقعے کے علم میں آنے کے بعد تمہاری امی سے آکر معافی مانگی اور خود حسن، بڑا ہی ہونہار لڑکا ہے......"

"ابو جی! وہ ہونہار ہیں تو ہوں۔مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔بہت ساری دنیا میں لڑکیاں ہیں کوئی بھی انہیں مل جائے گی۔اب اس واقعے کی شرمندگی کو مٹانے کے لئے وہ ہمیں رشتے کی بھیک دینے......نہیں، ہرگز نہیں۔" اس نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔

"آپ لوگ مجھے مجبور تو نہیں کریں گے ناں؟"

"تمہیں کوئی مجبور نہیں کر رہا۔تمہاری رائے لے رہے ہیں اگر مجبور کرنا ہوتا تو فیصلہ کر کے تمہیں بتاتے اچھا اب جاؤ۔ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچو۔پھر بات کریں گے۔" امی نے گویا یہیں پر گفتگو ختم کرنے کا عندیہ دے دیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

ابو جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔"میرے بچے یہ بات یاد رکھنا کہ انصاف سے فیصلہ کرنے کے لیے بہت بہادر بننا پڑتا ہے۔" وہ الجھی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆